بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فون نمبر ۴۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر: روشن دین تنویر

یوم ۔ منگل

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۵۸/۲۳	۲۴ شوال ۱۳۸۸ھ ۔ ۱۲ صلح ۱۳۴۸ہش ۔ ۱۲ جنوری ۱۹۶۹ء	نمبر ۱۲

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جب انسان خدا تعالیٰ سے متواتر دعائیں مانگتا ہے تو وہ اَور ہی انسان ہو جاتا ہے

اس کی رُوحانی کدورتیں دُور ہو جاتی ہیں اور اس کو ایک خاص قسم کی راحت اور سرور ملتا ہے

"دعا کا ایک ایسا باریک مضمون ہے کہ اس کا ادا کرنا بھی بہت مشکل ہے۔ جب تک خود انسان دعا اور اس کی کیفیتوں کا تجربہ کار نہ ہو وہ اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ غرض جب انسان خدا تعالیٰ سے متواتر دعائیں مانگتا ہے تو وہ اَور ہی انسان ہو جاتا ہے۔ اس کی روحانی کدورتیں دُور ہو کر اس کو ایک قسم کی راحت اور سرور ملتا ہے اور ہر قسم کے تعصب اور ریاکاری سے الگ ہو کر وہ تمام مشکلات کو جو اس کی راہ میں پیدا ہوں برداشت کر لیتا ہے۔ خدا کے لئے ان سختیوں کو جو دوسرے برداشت نہیں کرتے اور نہیں کر سکتے۔ صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ راضی ہو جاوے برداشت کرتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ جو رحمٰن۔ رحیم خدا ہے اور سراسر رحمت ہے اس پر نظر کرتا ہے اور اس کی ساری کلفتوں اور کدورتوں کو سرور سے بدل دیتا ہے۔"

(الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۱ء)

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ایک بابرکت و پُر مسرت تقریب

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے پہلے پڑپوتے کی ولادت باسعادت

ربوہ ــــ یہ خبر جماعت میں نہایت درجہ خوشی و مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے محترم صاحبزادہ مرزا مجیب احمد صاحب سلمہ اللہ اور محترمہ صاحبزادی سیدہ امۃ الحلیم بیگم سلمہا کو بتاریخ ۱۲ ماہ صلح ۱۳۴۸ہش مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۶۹ء بروز اتوار ½۳ بجے بعد دوپہر پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

نومولود سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا پہلا پڑپوتا، حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی اور حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کا پڑنواسہ، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا نواسہ اور محترم جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کا پوتا ہے۔ مزید برآں اس ولادت باسعادت کے تعلق میں یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ۱۲ جنوری وہ یوم سعید ہے کہ جس روز آج سے ۸۰ سال قبل (یعنی ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو) خدائی پیشگوئیوں کے مطابق سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ظہور میں آئی تھی۔ اس طرح اس مبارک و مسعود نومولود کا یوم ولادت وہی ہے۔ جو سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا یوم ولادت تھا۔ چنانچہ اسی مناسبت سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام مرزا مسعود احمد رکھا ہے۔ پھر اسی مبارک و مسعود نومولود سے (باقی صفحہ ۸ پر)

اخبار احمدیہ

ــ ربوہ ۱۳ صلح۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

ــ ربوہ ۱۳ صلح۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت پہلے کی نسبت بہتر ہے۔ احباب توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مدظلہا کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اور آپ کی عمر میں بے انداز برکت ڈالے آمین

ــ ربوہ ۱۳ صلح۔ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طبیعت پچھلے دو تین دن بہت ناساز رہی۔ ہائی بلڈ پریشر کی تکلیف زیادہ تھی جس کی وجہ سے کمزوری بہت تھی اور ٹھنڈے پسینے آتے رہے۔ طبیعت ابھی ناساز ہی ہے۔ نیز آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ کی طبیعت بھی ان دنوں ناساز ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف اور آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

ــ ربوہ ۱۳ صلح ۔ ۱۱ جنوری کی رات سے یہاں وقفہ وقفہ سے ہلکی ہلکی بارش ہو رہی ہے۔ آج صبح مطلع ابر آلود ہے۔

عزیز جعفر احمد خاں سلمہ کے لئے دعائے خاص کی تحریک

ــ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی۔

عزیز عباس احمد خاں نے لاہور سے ٹیلیفون پر اطلاع دی ہے کہ ۱۱ ماہ صلح کو عزیز جعفر احمد خاں سلمہ کا دماغ کا دوسرا اپریشن ہو گیا ہے۔ اپریشن تو بظاہر تسلی بخش ہو گیا تھا اور اپریشن کے بعد شام تک طبیعت بھی اچھی ہی تھی۔ لیکن اگلے روز ۱۲ ماہ صلح کو یکدم تشویش پیدا ہو گئی۔ عزیز کو ۱۰۳ تک بخار اور سخت گھبراہٹ ہے میں جملہ بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں درخواست کرتی ہوں کہ وہ درد دل سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے عزیز جعفر احمد سلمہ کو ہر قسم کے خطرات اور پیچیدگیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے ہر کمزوری اور معذوری دور فرمائے اور معجزانہ طور پر صحت کاملہ عاجلہ سے نوازے۔

آمین اللّٰھم آمین

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

[redacted]

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۴ صلح ۱۳۴۸ ہش

انجیل میں واقعہ صلیب کی تمثیل

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے. جیسا کہ اناجیل سے بھی معلوم ہوتا ہے. آپ اس بات پر بھی مامور تھے کہ اللہ تعالےٰ کا پیغام اسرائیل کی گمشدہ اقوام تک بھی پہنچائیں جو افغانستان کشمیر اور موجودہ قبائلی علاقہ میں آباد ہو گئی تھیں. مگر یہودی اہل علم حضرت آپ کو صلیب دینے پر تلے ہوئے تھے. اس لئے آپ متفکر تھے کہ کہ اگر آپ کو پیشتر ہی مصلوب یا قتل کر دیا گیا. تو آپ اپنی رسالت کی تکمیل نہیں کر سکیں گے. اس لئے آپ دعائیں مانگتے رہتے تھے. کہ آپ سے یہ پیالہ یعنی موت کا پیالہ ٹل جائے. چنانچہ خود اناجیل سے یہ ثابت ہوتا ہے. کہ آپ کی یہ دعائیں قبول ہو گئی تھیں. اور آپ کو اس کی پہلے ہی اللہ تعالےٰ نے خبر دے دی تھی.

آپ یہ حقیقت اپنے انصار پر واضح کرنا چاہتے تھے. مگر آپ ڈرتے بھی تھے. کہ یہودیوں کو اس کی خبر نہ ہو جائے. اور جس واقعہ کی اللہ تعالےٰ نے آپ کو خبر دی ہے. اس میں روک نہ بنے. اس لئے آپ حسب عادت تمثیلوں سے ان کو سمجھانے کی کوشش کرتے تھے. اور عجیب بات ہے کہ اکثر اوقات. آپ کے انصار بھی ان تماثیل کو نہیں سمجھتے تھے. اس لئے آپ کو انہیں سمجھانے کے لئے کسی قدر وضاحت کرنی پڑتی تھی.

اناجیل سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے صلیبی واقعہ کی پہلے ہی صحیح صحیح اللہ تعالےٰ نے خبر دے دی تھی. اور آپ اپنے انصار پر یہ حقیقت واضح کرنا چاہتے تھے. مگر انصار مزید وضاحت چاہتے تھے. چنانچہ یوحنا کی انجیل میں اس کو اس طرح بیان کیا گیا ہے.

"تھوڑی دیر میں تم مجھے نہ دیکھو گے. اور پھر تھوڑی دیر میں مجھے دیکھ لو گے. پس اس کے بعض شاگردوں نے آپس میں کہا یہ کیا ہے جو وہ ہم سے کہتا ہے کہ تھوڑی دیر میں تم مجھے نہ دیکھو گے. اور پھر تھوڑی دیر میں مجھے دیکھ لو گے. اور یہ کہ اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں. پس انہوں نے کہا کہ تھوڑی دیر جو وہ کہتا ہے. یہ کیا بات ہے. ہم نہیں جانتے کہ کیا کہتا ہے. یسوع نے یہ جان کر کہ وہ مجھ سے سوال کرنا چاہتے ہیں. ان سے کہا کہ کیا تم آپس میں میری اس بات کی نسبت پوچھ پاچھ کرتے ہو. کہ تھوڑی دیر میں تم مجھے نہ دیکھو گے اور پھر تھوڑی دیر میں مجھے دیکھ لو گے. میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم روؤ گے اور ماتم کرو گے. مگر دنیا خوش ہوگی. تم غمگین تو ہو گے. لیکن تمہارا غم ہی خوشی بن جائے گا. جب عورت جننے لگتی ہے. تو غمگین ہوتی ہے. اس لئے کہ اس کے دکھ کی گھڑی آ پہونچی. لیکن جب بچہ پیدا ہو چکتا ہے. تو اس خوشی سے کہ دنیا میں ایک آدمی پیدا ہوا. اس درد کو پھر یاد نہیں کرتی. پس تمہیں بھی اب تو غم ہے. مگر میں تم سے پھر ملوں گا. اور تمہارا دل خوش ہوگا اور تمہاری خوشی تم سے کوئی چھین نہ لے گا."

(انجیل یوحنا باب ۱۶ آیت ۱۶ تا ۲۲)

ان آیات سے بات بالکل واضح ہو جاتی ہے. آپ نے اپنی اس تمثیل میں

حضرت مصلح موعودؓ

بند دوم

محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ لائلپور

حضرتِ سبحاں خدائے ذوالجلال — ہر کمالش داد از روئے نوال
سیرتش گنجینۂ لطف و کرم — صورتش آئینۂ حسن و جمال
نثرِ اُو دریائے علم و معرفت — نظمِ اُو از دلکشی سحرِ حلال
در فصاحت بے عدیل و بے بدیل — در بلاغت بے نظیر و بے مثال
در وغاہا شیر مردے یکہ تاز — در بلاہا عزمِ اُو مثلِ جبال
لشکرِ اعدائے ملت را نمود — پاش پاش و ریز ریز و پائمال
روز و شب صبح و مسا لیل و نہار — خدمتِ دیں کرد تا پنجاہ سال

تیغ تبلیغش جہاں یکسر گرفت
شرق و غرب واسوز و احمر گرفت

(باقی)

ہمیشہ یاد رکھیے

۰- احمدیت ایک روحانی جام ہے جو اللہ تعالےٰ نے موجودہ زمانہ کی پیاسی روحوں کی پیاس بجھانے کے لئے آسمان سے نازل کیا ہے.
۰- الفضل کی توسیع اشاعت بھی اس روحانی جام کو لوگوں تک پہنچانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے.
۰- اسے ہمیشہ یاد رکھیے. (منیجر الفضل ربوہ)

۱۴ اپنے صلیب پر چڑھنے کو بچہ جننے والی سے تشبیہ دی ہے اور انصار کو سمجھایا ہے. کہ جو تکلیف جو مجھ پر آنے والی ہے وہ اس سے زیادہ نہیں. جتنی تکلیف بچہ جننے والی عورت کو اٹھانی پڑتی ہے. یہ تکلیف عارضی ہوتی ہے. اس تکلیف کے بعد خوشی ہوتی ہے. کیونکہ بچہ جننے والی کی تکلیف کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گھر میں ایک فرد کا اضافہ ہوتا ہے. جو سب گھرانے کی خوشی کا باعث ہوتا ہے. جب جننے والی دردِ زہ کی تکلیف اٹھا رہی ہوتی ہے. اس وقت تو اس کو محسوس ہوتا ہے کہ اس کی جان ہی نکل جائے گی. مگر تھوڑی دیر کے بعد جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے. تو یہ احساس خوشی کے احساس میں تبدیل ہو جاتا ہے.

اس تمثیل سے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام انصار کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ مجھے صلیب پر جو تکلیف ہوگی. یہ بھی عارضی حیثیت رکھتی ہے اس کے بعد سب کو خوشی ہوگی کیونکہ میں موت کے پیالہ سے بچ جاؤں گا. اور اپنی رسالت کی تکمیل کر سکوں گا.

(باقی دیکھیں صہ ۸ پر)

منکرینِ ہستی باریتعالیٰ کے شکوک کا ازالہ

تقریر محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ برموقع جلسہ سالانہ ۱۹۶۸ء

(۳)

پیدائشِ عالم کے متعلق تین نظریات

دنیا کی پیدائش کے متعلق تین میں سے ایک ہی بات ہوسکتی ہے۔

(۱) یہ کسی اتفاق یا حادثہ کا نتیجہ ہو۔
(۲) یہ اپنی خالق آپ ہو یعنی خودبخود ہو۔
(۳) اس کا خالق کوئی اور ہو۔

پہلی صورت۔ پہلے میں اتفاق یا حادثہ کو لیتا ہوں۔ کرلیسی موریسن نے اپنے مضمون میں اس پر بھی بحث کی ہے۔ وہ کہتا ہے اگر دس روپے لے کر ان پر ایک دو تین چار اور دس تک نمبر لگا دیئے جائیں اور انہیں جیب میں ڈال کر اچھی طرح ہلا دیا جائے تو دس مرتبہ انہیں نکالنے سے ایک مرتبہ یہ اتفاق ہو گا کہ وہ روپیہ نکل آئے جس پر نمبرا لکھا ہو۔ اگر نمبر ۱، ۲ کو علی الترتیب نکالنا ہو یعنی اس طور پر کہ پہلے نمبر ۱ نکل آئے اور پھر نمبر ۲ تو یہ ایک سَو میں سے ایک اتفاق ہوگا۔ اگر دس روپوں کو ہی اس ترتیب سے نکالنا مقصود ہو کہ سارے نمبروار نکل آئیں یعنی ۱ تا ۱۰ اسی ترتیب سے آئیں تو یہ دس ارب دفعہ میں سے ایک دفعہ اتفاق ہو گا۔ اس دنیا میں زندگی لانے اور اسے قائم رکھنے کے لئے ایسے مخصوص حالات کی ضرورت ہے کہ ان کا باہمی ربط محض اتفاق سے ہونا ناممکن ہے۔ مثلاً زمین اپنے محور کے گرد ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھوم رہی ہے اگر اس کی رفتار ایک سَو میل فی گھنٹہ ہوتی تو ہمارے دن اور رات دس گنا زیادہ لمبے ہو جاتے اور دن کے وقت سورج کی تمازت روئیدگی کو جلا دیتی اور اگر کوئی گھاس کا تنکا بچ رہتا تو اتنی لمبی رات اسے بھی تخ کر کے ضائع کر دیتی۔ اسی طرح سورج کی سطح پر درجہ حرارت بارہ ہزار ڈگری فارن ہائیٹ ہے اور ہماری زمین اس سے اتنی دور رکھی گئی ہے کہ سورج کی حرارت ہمیں گرم تو کرے لیکن جلا نہ دے۔ اگر سورج ہمیں موجودہ حرارت سے آدھی حرارت دے تو سردی سے مر جائیں۔ اور اگر اپنی حرارت کو ڈیوڑھی کر دے تو گرمی سے جل جائیں۔ ایسا ہی زمین ۲۳ درجے ٹیڑھی رہتی ہے جس سے ہمارے موسم پیدا ہوتے ہیں۔ اگر یہ ٹیڑھی نہ ہوتی تو سمندروں کے بخارات شمال اور جنوب میں چلے جاتے اور برف کے براعظم بنتے رہتے۔ اگر چاند بجائے موجودہ فاصلے کے پچاس ہزار میل دُور ہوتا تو سمندروں میں اس قدر لہریں اُٹھتیں کہ دن میں دو مرتبہ ہماری ساری زمین پانی کے نیچے آ جاتی اور پہاڑ پانی سے گھس گھس کر ختم ہو جاتے اگر زمین کی سطح موٹائی میں دس فٹ زیادہ ہوتی تو آکسیجن نہ ہوتی اور اس وجہ سے کوئی جاندار نہ ہوسکتا۔ اگر سمندر چند فٹ اَور گہرے ہوتے تو آکسیجن اور کاربن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ اس میں جذب ہو جاتیں اور سبزیاں نہ ہوسکتیں۔ اگر ہمارا فضا زیادہ پتلا ہوتا تو لاکھوں ستارے جو روزانہ فضا میں داخل ہونے پر جل جاتے ہیں زمین کے مختلف حصوں پر گرتے اور آگ لگا دیتے۔ یہ اور اس قسم کی لاتعداد اَور مثالیں ہیں کہ ہماری زمین پر زندگی کا پیدا ہو جانا اتفاق کے نتیجہ میں نہیں ہوسکتا۔

اس مضمون سے واضح ہے کہ سائنسی نقطۂ نگاہ سے محض اتفاقات کے جمع ہونے سے اتنا وسیع اور اعلیٰ درجے کا نظام قائم نہیں ہوسکتا جس میں ہر چیز اپنی اپنی جگہ پر ایسی پروئی ہوئی ہے کہ کسی حصّہ میں کوئی نقص نظر نہیں آتا۔ اور اگر ذرہ بھی کسی کو اس جگہ سے ہلا دیا جائے تو فوراً خرابی پیدا ہو جائے۔ اگر لوہے کے اَن گھڑت ٹکڑے ایک جگہ جمع کر دینے سے محض اتفاق کے ساتھ ریل کا انجن نہیں بن سکتا یا ردّی کاغذوں کا ڈھیر لگانے سے عربی کی لغت لسان العرب نہیں بن سکتی تو یہ سارا نظام جس کا ایک ایک پُرزہ کمال درجے کی صفت اور کاریگری کے عجائبات اپنے اندر رکھتا ہے جس کی قطعاً کوئی نسبت انسان کی بنائی ہوئی چیزوں سے نہیں تو وہ کیسے محض اتفاق یا حادثے سے وجود میں آ گیا۔ کیا کوئی عقل اسے تسلیم کر سکتی ہے۔

دنیا خودبخود پیدا نہیں ہوسکتی

دوسری صورت یہ ہے کہ دنیا اپنی خالق آپ ہو یعنی خودبخود پیدا ہو گئی ہو۔ یہ نظریہ بھی کئی وجوہ سے غلط ٹھہرتا ہے۔

اوّل۔ انسان اور باقی ساری کائنات اپنی طاقتوں میں محدود ہے۔ جمادات تو بےبسی کی حالت میں اپنی اپنی جگہ پڑے ہوئے ہیں۔ حرکت کی طاقت بھی نہیں رکھتے۔ ان سے اوپر نباتات ہیں وہ بھی بےشمار حدبندیوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ آم کا درخت ہزار فٹ اونچا نہیں ہوسکتا۔ پھل بھی ایک حد تک دیتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ یہی حال باقی نباتات کا ہے۔ حیوانات ان سے زیادہ طاقتیں رکھتے ہیں لیکن وہ بھی بہت محدود ہیں ان میں عقل و فکر اور قوتِ بیان نہیں۔ گھوڑا سَو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے نہیں دوڑ سکتا۔ سَو آدمیوں کو اپنے اوپر نہیں بٹھا سکتا۔ ساری کائنات میں انسان سب سے زیادہ طاقتیں رکھتا ہے لیکن وہ بھی ہزاروں ہزار حدبندیوں میں جکڑا ہؤا ہے۔ اس کی عقل و فکر محدود۔ اس کی نظر محدود اس کی شنوائی محدود۔ اس کی عمر محدود وہ آہستہ آہستہ بڑھتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ کمزور ہونا شروع ہو جاتا ہے اور بالآخر مر جاتا ہے۔ اگر یہ اپنا خالق آپ ہوتا تو اپنے لئے کمزوریوں اور ناطاقتوں کو روا نہ رکھتا۔ اور حدبندیوں کو قبول نہ کرتا اور غیرمحدود طاقتیں رکھنا چاہتا۔ پس معلوم ہؤا کہ یہ اپنا خالق آپ نہیں بلکہ کسی بالا ہستی نے اسے پیدا کیا ہے اور اپنی حکمت اور مرضی کے مطابق اس پر حدبندیاں عائد کی ہیں۔ نیچر کے قوانین وہ سب حدبندیاں ہیں جن میں اس کو جکڑ دیا گیا ہے۔

دوم:۔ دنیا میں ہر چیز اپنی ذات میں غیرمکمل ہے اور اپنی بقا کے لئے دوسری بہت سی چیزوں کی محتاج ہے۔ جمادات سے لے کر انسان تک یہی حال ہے۔ انسان سب سے اشرف ہے لیکن اپنی زندگی کی بقا کے لئے بےشمار سامانوں کی احتیاج رکھتا ہے۔ ابتداء میں تو ایسا کمزور ہوتا ہے کہ ماں باپ کی چوبیس گھنٹے کی حفاظت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ پھر آہستہ آہستہ اس میں طاقت آتی ہے تو بھی ہزاروں چیزوں کا محتاج رہتا ہے۔ ہوا۔ پانی۔ خوراک۔ لباس۔ مکان۔ سورج۔ چاند۔ دن۔ رات۔ بیوی بچے غرضیکہ اسے احتیاج ہی احتیاج ہوتی ہے۔ اگر اپنی بقاء کے لئے اس کا یہ حال ہے تو اپنی پیدائش پر کیسے قادر ہو گیا۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔ پیدائش میں تو اس کی محتاجی اَور زیادہ ہوگی۔

سوم۔ اپنے آپ کو پیدا کرسکنے کے معنے ہیں کہ اس کے اندر کوئی مخفی طاقت ہے جس نے اسے پیدا کرنے کے قابل بنا دیا۔ تو پھر سوال یہ ہو گا کہ یہ طاقت از خود کہاں سے آ گئی۔ اس نظریہ سے ہم ایک محال چیز کو فرض کر لیتے ہیں۔ جو غلط ہے۔

تیسری صورت:۔ اب ہم آخری صورت کو لیتے ہیں کہ اس کائنات اور انسانوں کی خالق بالا ہستی ہے۔ پہلے دو نظریئے غلط اور خلافِ عقل ثابت ہو جانے کے بعد اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ ہم ایک قادرِ مطلق۔ خالق اور مالک اور تمام صفاتِ حسنہ رکھنے والے خدا کو سب کائناتِ عالم کو پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا اور ان کو تکمیل کی طرف لے جانے والا مانیں۔ وہ بغیر مادہ کے پیدا بھی کر سکتا ہو۔ مخلوق کی پرورش کے لئے سب سامان بھی وجود میں لا سکتا ہو اور ان کے اوپر کامل تصرف بھی رکھتا ہو تا اپنی مرضی کے مطابق کر سکے۔ اس کو ساری مخلوق کا علم بھی ہونا چاہیئے ورنہ وہ اس کے بنانے پر قادر نہیں ہوسکتا۔ وہ ہر چیز کو دیکھنے والا بھی ہونا چاہیئے تا ساری مخلوق ہر وقت اس کی آنکھوں کے سامنے رہے اور وہ ان کے اعمال کو دیکھ سکے۔ وہ سُننے والا بھی ہونا چاہیئے تا ان کی پکار کو سُن سکے۔ وہ رحم کرنے والا بھی ہونا چاہیئے تا اپنی عاجز مخلوق پر رحم فرما سکے۔ وہ محبت کرنے والا بھی ہونا چاہیئے تا اپنی طرف محبت کے ساتھ جھکنے والوں کی محبت کا جواب دے سکے اور اپنی شان کے مطابق دے سکے۔ غرضیکہ وہ سب صفاتِ حسنہ کا مالک ہونا چاہیئے تا وہ اتنے عظیم الشان اور عجائبات سے بھرے ہوئے کارخانہ کو پیدا بھی کر سکے اور اسے پوری خوبی کے ساتھ چلا بھی سکے۔ اس کارخانۂ عالم کی لاانتہاء کلیں ہیں جو سب اپنی اپنی

جگہ پر مستقل اور غیر مبدّل قوانین کے تحت چل رہی ہیں اور ان میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا۔ ان کے لئے کسی عظیم قدرت کی ضرورت ہے۔ انسان باوجود تمام کاوشوں کے اس خدائی قدرت کا اتنا حصہ بھی حل نہیں کر سکا جتنا سمندر میں سے ایک قطرہ ہوتا ہے۔ اس اعتراف پر سب صاحبِ علم مجبور ہیں۔ ایسا غیر محدود طاقتوں اور قدرتوں والا خدا ہی اس دنیا کو پیدا کرنے والا اور اس کو چلانے والا ہے۔ اس کے غیر مبدّل قوانین نے تمام کائنات کو پوری طرح جکڑا ہوُا ہے اور اس کی ہر چیز اپنا مفوضہ کام کر رہی ہے۔ انسان کو البتہ اس نے ایک محدود سے دائرے میں صاحبِ اختیار بھی بنایا ہے تا اس کا امتحان لے سکے۔ باقی سب مجبور و مقہور ہیں اور اس خدائے عظیم کے حکیم اور غالب ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب

یہاں پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اگر یہ کارخانۂ عالم بغیر خدا کے نہیں بن سکتا تو وہ خدا کس طرح وجود میں آگیا۔ یہیں در حقیقت منکرینِ ہستی باری تعالےٰ کو سب سے زیادہ ٹھوکر لگتی ہے۔ ورنہ اتنا ماننے پر تو وہ بھی مجبور ہو جاتے ہیں کہ دنیا کی ایسی مسافت اور اعلےٰ اور ابلغ اور محکم ترتیب۔ ایک صانع کا تقاضا کرتی ہے لیکن ان کے نزدیک کسی ہستی کو قائم بالذات اور ہمہ صفات متصف ماننا انسانی عقل سے بالا ہے اس سوال کے جواب کے لئے ... اس بات پر غور کرنا پڑے گا کہ خالق اور مخلوق کی صفات میں کوئی فرق ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ اگر فرق ہونا چاہیئے تو پھر کسی جگہ پہنچ کر ہمیں کسی ہستی میں خالق والی صفات ماننی پڑیں گی ورنہ مخلوق وجود میں نہ آسکتی۔ مخلوق کی صفات کے متعلق اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ اس دنیا کی ہر چیز قوانین کی حد بندیوں میں جکڑی ہوئی ہے اور اپنے وجود اور بقا کے لئے اوروں کی محتاج ہے خود غیر مکمل ہے۔ اس لئے یہ تو بہرحال مخلوق ثابت ہوتی ہے ورنہ یہ ناقص اور مجبور اور محتاج نہ ہوتی۔

اس کے مقابل خالق ایسی ہستی ہو سکتی ہے جو قائم بالذات۔ حیّ و قیوم اور بغیر حد بندیوں کے ہو۔ وہ ازلی ابدی ہو لاانتہا صفاتِ حسنہ کی مالک ہو۔ ہر صفت بغیر حد بندی کے ہو تا وہ اتنی وسیع مخلوق کی پرورش اور خبر گیری کر سکے۔ انسان مخلوق ہونے کی وجہ سے صرف چند گز تک دیکھ سکتا ہے۔ یہاں بیٹھا امریکہ اور یورپ اور افریقہ میں ہونے والے واقعات محض اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا مگر خالق ایسی ہستی ہونی چاہیئے جو زمین و آسمان کی ہر ظاہر اور چھپی ہوئی چیز کو دیکھ سکے۔ انسان خود مخلوق ہونے کی وجہ سے بغیر مادہ کے کسی چیز کو نہیں بنا سکتا لیکن خالق ایسی ہستی ہونی چاہیئے جو بغیر مادہ کے پیدا کر سکے ورنہ وہ خود مادہ کی محتاج ہو جائیگی اور مخلوق کی صفت میں آجائے گی۔ انسان کا علم نہایت محدود ہے۔ اس کائنات کا اسے اتنا بھی علم نہیں جتنا مثلاً صحرائے اعظم کی ریت میں سے ایک ذرّہ۔ آئندہ کے متعلق اسے کوئی علم ہی نہیں۔ یہ بھی نہیں پتہ کہ کل کیا ہوگا لیکن خالق کا علم بھی غیر محدود اور زمانہ اور فاصلہ کی قیود سے بالا ہونا چاہیئے ورنہ نہ ہی اس کائنات کے بنانے پر قادر ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کارخانہ کے چلانے پر۔ اسی طرح باقی صفات کی صورت ہے جیسا کہ اوپر بھی کسی قدر آچکا ہے

پس جب ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ دنیا کسی خالق کی محتاج ہے تو ساتھ ہی یہ نتیجہ نکالنے پر بھی مجبور ہو جاتے ہیں کہ ایسا خالق موجود ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو دنیا نہ ہو سکتی۔ اگر وہ خالق خود اپنے وجود میں آنے اور قائم رہنے کے لئے کسی اور کا محتاج ہے تو وہ خالق نہ ہوُا بلکہ مخلوق ہوُا۔ اور اس کا کوئی خالق ہونا چاہیئے۔ آخری کڑی بہرحال خالق کی ہوگی نہ کہ مخلوق کی۔ اسی کو ہم خدا کہتے ہیں۔ انسانی دماغ کے لئے یہ سمجھ سکنا ممکن نہیں کہ وہ قائم بالذات کیسے ہے اور کس طرح غیر محدود صفاتِ حسنہ کا مالک اور ازلی ابدی اور قادرِ مطلق۔ لیکن انسانی دماغ اس کائنات کے رازوں کا بھی ایک نہایت ہی ادنیٰ سا حصہ سمجھ سکا ہے جو اگر ساری دُنیا کے مقابلہ میں ایک ذرہ کیا جائے تب بھی زیادہ ہے تو اس کے لئے خالق کی ذات کے متعلق کچھ زیادہ سمجھ سکنا کہاں ممکن ہے۔ اس کا تو اسے صرف اسی قدر علم ہوگا جتنا وہ خود بتائے۔ اسی کے لئے وہ نبی بھیجتا ہے جن پر وہ ظاہر ہوتا ہے اور وہ اس کے متعلق دنیا کو بتاتے ہیں۔

خالق ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتے ورنہ ان کے قوانین الگ الگ ہونے کی وجہ سے تصادم پیدا کر دیتے۔ جس طرح ایک حکومت ایک طرح کے قانون بناتی ہے اور دوسری حکومت دوسری طرح کے۔ اور ان کا آپس میں ٹکراؤ ہوتا رہتا ہے اور جنگوں تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک سے زیادہ خالق ہونے کی صورت میں بھی یہی حال ہو کہ قوانینِ قدرت میں یکسانیت نہ رہے۔ ایک خدا کی بنائی ہوئی آگ جلائے اور دوسرے خدا کی بنائی ہوئی نہ جلائے۔ علیٰ ہٰذا القیاس تمام قوانین میں تصادم پیدا ہو جائے اور دنیا تباہ ہو جائے پھر ایک سے زیادہ بنانے والے ہوں تو سب کی طاقتیں ایک جیسی نہ ہوں گی کچھ کمزور ہوں گے کچھ طاقتور۔ کمزور خالق نہیں ہو سکتا۔ خالق صرف ایک ہی رہ جائے گا جو ہر لحاظ سے کامل ہوگا اور تمام صفاتِ حسنہ رکھنے والا۔ اس میں عقل کوئی نقص تجویز نہیں کر سکتی۔ اگر نقص ہوگا تو وہ خالق نہیں ہوگا۔ خالق بہرحال قادرِ مطلق اور بغیر نقص کے ہوگا۔ پس خالق اور مخلوق کی صفات کا فرق سمجھنے سے یہ سوال پورے طور پر حل ہو جاتا ہے۔ اگر یہ دُنیا مخلوق نہیں تو اس میں خالق والی صفات موجود ہونی چاہئیں لیکن ایسا نہیں ہے اس لئے یہ دنیا مخلوق ہے اور اس کا کوئی خالق ہونا چاہیئے جس میں خالق والی صفات کا ہونا ضروری ہے۔ اگرچہ ہم خالق کی ہستی کو پوری طرح محض اپنے دماغ سے نہ سمجھ سکیں لیکن اس کائنات کا مخلوق ہونا اس کا لازماً تقاضا کرتا ہے۔ عقلی طور پر سمجھنے میں جو کمی رہ جاتی ہے وہ خدا اس کمی کو اپنی بعض اور صفات کے اظہار سے دُور کر دیتا ہے جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

(باقی)

چندہ مساجد اور احمدی خواتین

(حضرت سیّدہ اُمِّ متین مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

الحمد للہ عرصہ زیرِ رپورٹ ۱۶ تا ۳۱ فتح ۱۳۴۷ ہش (دسمبر ۱۹۶۸ء) چندہ مساجد کے سلسلہ میں احمدی مستورات کی طرف سے ایک ہزار ایک سو چوبیس روپے کے وعدہ جات اور ایک ہزار ایک سو سینتالیس روپے کی وصولی ہوئی ہے گویا ۳۱ فتح ۱۳۴۷ ہش تک کل وصولی چار لاکھ اناسی ہزار چار سو ستاون روپے ہو چکی ہے۔

اس حساب کی رُو سے مزید صرف بیس ہزار کی رقم کی ضرورت ہے تا مسجد پر خرچ کی ہوئی رقم ادا ہو جائے۔

تمام لجنات کو چاہیئے کہ اس رقم کو پورا کرنے کی جلد کوشش کریں۔ نیا وعدہ لینے کی اب ضرورت نہیں نہ ہی ان بہنوں سے جو مسجد کے لئے چندہ دے چکی ہیں اور چندہ لینے کی ضرورت ہے سوائے کسی ایسی بہن کے جو اب تک مسجد کے چندہ میں شامل نہ ہوئی ہو۔ اب صرف بقایا جات کی وصولی کی ضرورت ہے تا جو رقم رہ گئی ہے وہ بقایا جات کی وصولی سے پوری ہو جائے۔

ہر لجنہ اماء اللہ کو ان کے بقایا داران کی فہرستیں ارسال کی جا رہی ہیں اس کے مطابق وصولی کریں۔ اگر ان فہرستوں میں سے کسی کے چندہ کی ادائیگی ان کی طرف سے ہو چکی ہے تو ان کے ناموں۔ چندہ کی رقم اور جہاں ادائیگی کی یعنی مقامی سیکرٹری مال صاحب کو دیا ہے یا دفتر لجنہ کو بھجوایا ہے سے مطلع کریں۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اشاعتِ اسلام کے لئے بیش از پیش قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار مریم صدیقہ
صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

گمشدہ جاء نماز

ایک غالیچہ نما جائے نماز جمعہ کی نماز کے لئے جاتے ہوئے کہیں گر گئی ہے۔ اگر کسی صاحب کو ملی ہو وہ براہِ کرم خاکسار کو پہنچا کر شکریہ کا موقع دیں۔

منصور احمد بھٹی
بھٹی ہومیو شفاخانہ ربوہ

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفوس کرتی ہے۔

درود شریف و استغفار کی برکات کے بارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند ارشادات

(مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ سال ذکر الٰہی درود شریف و استغفار کی تحریک جماعت کے دوستوں کے سامنے پیش کی اور تاکید فرمائی کہ جماعت کے سب افراد چھوٹے بڑے یعنی انصار خدام اطفال لجنات و ناصرات اس بابرکت تحریک پر متواتر ایک سال تک عمل کریں جماعت کے اکثر دوست اس پر التزام سے عمل کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کا مشاہدہ ہر آن کر رہے ہیں۔ خاکسار درود شریف کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات درج کرتا ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ؕ

خدا اور اس کے سارے فرشتے اس نبی کریمؐ پر درود بھیجتے ہیں اے ایماندارو تم بھی اس پر درود بھیجو اور نہایت اخلاص اور محبت سے سلام کرو۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم ملا۲۴۲)

"آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گذاری کے طور پر آپ پر درود بھیجیں"۔

(اخبار الحکم ۱۰ر جولائی ۱۹۰۲ء صفحہ ۳)

آپ فرماتے تھے کہ

درود شریف کے طفیل اور اس کی کثرت سے یہ درجے خدا نے مجھے عطا کئے ہیں اور فرمایا درود شریف کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو"۔

(اخبار الحکم ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک اور مکتوب بنام حضرت چوہدری رستم علی صاحبؓ میں تحریر فرماتے ہیں :-

"بعد نماز مغرب و عشاء جہاں تک ممکن ہو درود شریف بکثرت پڑھیں اور دلی محبت و اخلاص سے پڑھیں اگر گیارہ سو دفعہ روز ورد مقرر کریں یا سات سو دفعہ مقرر کریں تو بہتر ہے۔ اگر اس کی دلی ذوق اور محبت سے مداومت کی جائے تو زیارت رسول کریمؐ بھی ہو جاتی ہے اور تنویر باطن اور استقامت دین کے لئے بہت مؤثر ہے اور بعد نماز صبح کم از کم سو مرتبہ استغفار دلی تضرع سے پڑھنا چاہیئے"۔

(مکتوبات جلد ۵ نمبر ۳ صفحہ ۶)

حضرت اقدس اپنے ایک مکتوب میں بنام حضرت چوہدری رستم علی صاحب فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ دُنیا و آخرت محمود کرے بعد نماز عشاء درود شریف بہت پڑھیں اگر تین سو مرتبہ درود شریف کا ورد مقرر رکھیں تو بہتر ہے اور بعد نماز صبح اگر ممکن ہو تو تین سو مرتبہ استغفار کا ورد رکھیں

(مکتوبات جلد ۵ صفحہ ۳)

ایک دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قرض کے متعلق دعا کے لئے عرض کیا حضرت اقدس نے فرمایا کہ

"استغفار پڑھا کرو انسان کے واسطے غموں سے سبکدوش ہونے کے لئے یہ طریق ہے"۔

(ڈائری ۱۹ جنوری ۱۹۰۱ء)

ایک شخص کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے استغفار کرنے کی تاکید فرمائی کہ

"استغفار کلید ترقیات روحانی ہے"۔ (ڈائری ۱۹ جنوری ۱۹۰۱ء)

ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ میرے ہاں اولاد ہو جائے

حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی نے اپنے ایک خطبہ جمعہ (فرمودہ ۲۰ر فروری ۱۹۰۳ء) میں فرمایا ایک بار میں نے خود حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنا

آپ نے فرمایا

"استغفار بہت کرو اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اولاد بھی دے دیتا ہے یاد رکھو یقین بڑی چیز ہے جو شخص یقین میں کامل ہوتا ہے خدا تعالیٰ خود اس کی دستگیری کرتا ہے" (ڈائری مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء)

درود شریف و استغفار کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ ارشادات ہیں جو خاکسار نے درج کئے ہیں تاکہ جماعت کے سب دوست ان سے مستفید ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ درود شریف استغفار اور ذکر الٰہی وہ روحانی غذائیں ہیں جنکو کھائے بغیر ہم روحانی طور پر زندہ نہیں رہ سکتے اور نہ ہی اپنے خالق و مالک کا قرب اور محبت حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی تقویٰ کے نور اور قرآنی علوم و عرفان کے وارث بن سکتے ہیں پس ہم میں سے ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر آن اور ہر لحظہ ذکر الٰہی درود شریف استغفار اور دعاؤں میں اپنا وقت صرف کرے تاکہ ہم اس دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ کے قرب اور اسکی رضا کو حاصل کرنے والے بن جائیں اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مصرعہ کے حقیقی مصداق بن جائیں کہ

آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک نشان کی چشمدید شہادت

(مکرم ماسٹر عطاء محمد صاحب جامعہ جدید ربوہ)

میرے محترم چچا حضرت مولوی وزیر الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابہ میں سے تھے وہ سجان پور ٹیرہ ضلع کانگڑہ کے ورنیکلر مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے انکے اہل و عیال بکیریاں ضلع ہوشیارپور میں مقیم تھے۔ اور میں چچا جان کے ہمراہ سجانپور ٹیرہ میں رہتا تھا۔ ۱۹۰۵ء کے غالباً فروری یا مارچ کے مہینے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اشتہار بعنوان "عفت الدیار محلہا و مقامہا" چچا جان کو موصول ہوا جو دیواروں پر چسپاں کرنے کے لئے انہوں نے میرے سپرد کر دیا۔ میں سکول کے گیٹ اور دکانوں کی دیواروں پر یہ اشتہار چسپاں کر رہا تھا کہ وہاں ایک ساده کار (سنار) حسن دین نام میرے پاس سے گذرا۔ اور اشتہار دیکھکر کہنے لگا کہ مرزائیوں کی صف لپیٹی جائیگی۔ یہ سنکر میرے منہ سے بے اختیار نکلا کہ احمدیوں کی تو نہیں البتہ تمہاری صف لپیٹنے کا وقت آگیا ہے وہ تو چلا گیا اور بات آئی گئی ہو گئی ——— ۳ر اپریل ۱۹۰۵ء کی شام کو دو احمدی بابو محمد اسمٰعیل صاحب پوسٹماسٹر اور منشی امام الدین صاحب لیاکاؤں ضلع کانگڑہ جو سجانپورہ کے قریب ہی ہے اور ایک اور غیر احمدی صاحب جو زیر تبلیغ تھے۔ ہمارے ہاں مہمان تھے اور ہم سب کی دعوت ایک صاحب کریم بخش صاحب رنگریز نے کر رکھی تھی۔ صبح کا گوندھا ہوا آٹا جو بچا ہوا تھا۔ اسی طرح رکھا رہا اور اسکے پکانے کھانے کی نوبت نہ آئی۔ دعوت کھا کر رات دیر سے گھر آئے اور آتے ہی سو گئے۔

جس مکان میں محترم چچا جان رہتے تھے وہ سکول سے ملحقہ زمین میں بنا ہوا تھا سکول کی عمارت سہ منزلہ تھی نچلی منزل سکول کے طور پر کام آتی تھی اور اوپر کی منزل بطور بورڈنگ ہاؤس۔ اس مکان میں میرے اور میرے چچا جان کے علاوہ تین مذکورہ بالا مہمان تھے۔ ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کو عین طلوع آفتاب کے وقت وہ قیامت خیز زلزلہ آیا جس سے ضلع بھر کی بستیاں اور شہر تہ و بالا ہو گئے۔ دریائے بیاس میں جو سجانپور ٹیرہ شہر کے بالکل قریب بہتا تھا۔ پہاڑ کی چوٹی گرنے سے بند لگ گیا اور پانی پہاڑ کی تراتی پر بہنے ہوئے مکانوں اور انسانوں کی تباہی کا موجب ہوا۔ ڈاک و تار کا سلسلہ یکسر منقطع ہو گیا۔ ہمارے مکان اور سکول کی بنیادیں تک اکھڑ ہو گئیں۔ اور شہر میں اسقدر تباہی مچی کہ دن چڑھتے ہی کہرام مچ گیا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے گھر میں جس قدر افراد تھے سب کے سب معجزانہ طور پر محفوظ رہے۔ بورڈنگ ہاؤس کے بعض طالب علموں کی چارپائیاں نیچے سڑک پر جا گری ہیں۔ ایسی مانند ہیں کہ لڑکا چارپائی پر پڑا ہے اور اسکی چارپائی پر وحشتکی صورت میں ایک کوڑی پڑی ہے جس کے نیچے بچہ بالکل محفوظ ہے نہ صرف یہ بلکہ سکول میں جتنے ماسٹر صاحبان پڑھاتے تھے اور جسقدر طالب علم سکول میں پڑھتے تھے سب کے سب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محفوظ رہے اور کسی کو خراش تک بھی نہ آئی۔ سوائے ایک ماسٹر دلیپ سنگھ صاحب کے جو نئے آئے تھے اور انہوں نے ابھی چارج بھی نہ لیا تھا۔ زلزلہ میں صرف انکو چند معمولی چوٹیں آئیں اسکے برخلاف وہ حسن دین جو کہتا تھا کہ مرزائیوں کی صف لپیٹی جائیگی اسکے اپنے خاندان کے بیسیوں قریب افراد تھے جن میں سے ایک دو کے سوا باقی سب لقمۂ اجل ہو گئے۔ شہر میں اس قدر موتا موتی لگی کہ بعض گھر جن میں ۱۰۔۱۱ افراد تھے ان میں سے صرف ایک زندہ رہا اور باقی سب نہنگ اجل کا شکار ہو گئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اسجگہ یہ بات بھی بیان کر دینے کے لائق ہے کہ جہاں میری چارپائی تھی وہاں سرہانے اور پائنتی کی طرف تھوڑی تھوڑی دیواریں کھڑی رہیں اور چھت کے چار بالے بدستور اپنی جگہ پر قائم رہے اور میں بالکل محفوظ حالت میں اپنی چارپائی پر

فضل عمر فاؤنڈیشن کا ضروری اعلان برائے سال ۱۹۶۹ء

علمی تصانیف پر پانچ ہزار روپے سالانہ کے انعامات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۴۹ء کے موقع پر احباب جماعت کے سامنے سلسلہ کتب کی تصنیف کے بارے میں ایک جامع سکیم رکھی تھی۔ اس سکیم کی ترغیب کیلئے فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے ایک ایک ہزار روپے کے پانچ انعامات مقرر کئے گئے ہیں۔ یہ انعامات ان کتب کے لئے مقرر کئے گئے ہیں جو مندرجہ ذیل وسیع عنوانات کی شقوں میں سے کسی ایک شق کے تحت آ جائیں۔

پہلا انعام۔ بنیادی اسلامی عقائد مثلاً ہستی باری تعالیٰ۔ صفات الٰہیہ ضرورت نبوت معیار شناخت نبوت۔ دعا۔ قضاوقدر۔ بعث بعد الموت۔ بہشت و دوزخ۔ معجزات ضرورت شریعت وغیرہ۔

دوسرا انعام۔ اسلامی عبادات اور اسلامی اخلاق کا کوئی پہلو۔

تیسرا انعام:۔ تاریخ مذاہب۔ تاریخ انبیاء سابقہ۔ تاریخ اسلام کسی ملک میں اسلام پھیلنے کی تاریخ۔ تاریخ احمدیت۔ صحابہؓ یا کسی ممتاز مسلمان کی تاریخ و سیرت وغیرہ

چوتھا انعام۔ اسلامی اقتصادیات۔ کسی دنیوی علم کی ترقی کے لئے مسلمانوں کی تحقیق اور اس کی ترقی میں ان کا حصہ۔

پانچواں انعام۔ کوئی علمی موضوع جو اوپر کی شقوں میں شامل نہ ہو۔

شرائط

(۱) یہ انعام ہر سال دیا جائے گا۔ اس کے لئے سال یکم جنوری سے اسر دسمبر تک شمار ہو گا

(۲) مقابلہ میں وہی مسودات کتب شامل کئے جا سکیں گے جو یکم نومبر تک دفتر فضل عمر فاؤنڈیشن میں موصول ہو جائیں گے۔

(۳) یہ ضروری ہو گا کہ کتاب شائع شدہ نہ ہو بلکہ صرف مسودہ بھجوایا جائے گا۔

(۴) یہ مسودہ بیس ہزار الفاظ سے کم نہ ہو۔

(۵) پرانی کتب زیر غور نہ آئیں گی۔

(۶) انعام حاصل کرنے کے لئے ایک خاص علمی اور تحقیقی معیار مقرر کیا گیا ہے اس معیار پر پورا اترنے کا فیصلہ اور انعام کے قابل سمجھے جانے کا فیصلہ ایک بورڈ کرے گا جس کا تقرر اس غرض کے لئے صدر فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے ہوا کرے گا۔ اس بورڈ کا فیصلہ آخری اور قطعی ہو گا اور اس کے خلاف کسی عدالت میں چارہ جوئی نہ ہو سکے گی۔

(۷) ضروری نہ ہو گا کہ ہر سال یہ انعام ضرور دیا جائے بلکہ اگر کسی سال کسی شق میں کوئی مضمون بھی معیار پر پورا نہ اترے تو اس سال انعام نہ دیا جائے گا۔

(۸) انعام حاصل کرنے والے مضمون کا کاپی رائٹ مصنف کا ہو گا۔ لیکن انعامی مقالے یا تصنیف کے کسی حصہ کو بصورت اقتباس شائع کرنے کا فضل عمر فاؤنڈیشن کو حق ہو گا اور اگر تین سال تک انعامی مقالے یا تصنیف کو مصنف شائع نہ کرے تو کاپی رائٹ فضل عمر فاؤنڈیشن کا ہو جائیگا۔ مقالہ نویسندگان اپنے اپنے مقالوں کی کم از کم دو مجلد کاپیاں فاؤنڈیشن کے دفتر میں بھجوائیں۔

(۹) مندرجہ بالا پانچوں شقوں کے وسیع عنوانات کے ماتحت کسی عنوان کا قائم کرنا خود مصنف کا کام ہو گا مگر بہتر ہو گا کہ عنوان کے متعلق وہ صدر سے استصواب کر لے۔

۱۰۔ اس امر کا فیصلہ کہ کوئی مضمون کس شق کے تحت آتا ہے یا یہ کہ کسی شق کے تحت بھی نہیں آتا صدر فضل عمر فاؤنڈیشن کا کام ہو گا اور اس بارے میں اس کا فیصلہ قطعی اور آخری ہو گا۔

(سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال

کو بڑھاتی اور تزکیہ نفس کرتی ہے

وعدہ جات فضل عمر فاؤنڈیشن کی سو فیصدی ادائیگی

جماعت احمدیہ گلارچی ضلع حیدرآباد کے مندرجہ ذیل احباب نے اس وقت تک سو فی صدی ادائیگی فرما دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور صحت اور عمر میں برکت ڈالے۔

۱۔ مکرم بشیر احمد صاحب بنگالی ۲۰۰/-

۲۔ مکرم آصف علی صاحب مرحوم بذریعہ بشیر احمد صاحب پسر ۱۰۰/-

۳۔ محترمہ والدہ صاحبہ بشیر احمد صاحب ۱۰۰/-

۴۔ محترمہ رابعہ بی بی صاحبہ زوجہ بشیر احمد صاحب ۱۰۰/-

۵۔ مکرم نذیر احمد صاحب ۳۰/-

۶۔ مکرم محمد عالم صاحب ۲۰۰/-

۷۔ محترمہ زبیدہ خاتون صاحبہ منجانب والد خود مکرم عبدالغفور صاحب ۵۰/-

(سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن)

ایک مخلص احمدی کی وفات

خاکسار کے استاد محترم میاں محمد اشرف صاحب شرقپوری ضلع شیخوپورہ حال گنج مغلپورہ لاہور مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۶۸ء بروز جمعرات نماز عشاء کے بعد اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم مارچ ۱۹۰۸ء میں بذریعہ خط بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ بہت متقی اور دعاگو بزرگ تھے۔ احمدیت سے بڑی محبت تھی۔ نماز اور روزے کے بہت پابند تھے۔ اکثر قرآن مجید کی آیات کی تلاوت کرتے رہتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک تسبیح و تحمید اور درود شریف پر خود بھی عمل کرتے اور ہر ملنے والے کو بھی اس تحریک سے آگاہ کرتے۔ جب بھی خاکسار آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوتا تو پہلے ہی دریافت فرماتے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق الفضل میں کیا اطلاع ہے۔ پھر الفضل میں شائع شدہ مضامین کے متعلق دریافت فرماتے۔

خاکسار نے آپ سے تین سال تک تعلیم حاصل کی ہے تعلیم کے دوران آپ اکثر خاکسار کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی تحریک کرتے تھے۔ آپ ٹانگوں سے معذور تھے۔ کمزور ہونے کے باوجود آہستہ آہستہ بیٹھ بیٹھ کر بازار میں آ جاتے اور ایک دوکان پر بیٹھ جاتے۔ ایک دفعہ جمعہ کے دن خاکسار مسجد میں صفائی کی غرض سے آ رہا تھا تو آپ دکان پر بیٹھے ہوئے تھے خاکسار نے جا کر السلام علیکم کہا اور مصافحہ کیا تو فرمایا۔ آج جمعہ ہے میرے لئے دعا کرنا۔

خاکسار نے چلنے کی اجازت طلب کی تو فرمایا اتنی جلدی ابھی تو آتے ہوئے بہت تھوڑا وقت ہوا ہے تو خاکسار نے عرض کیا مسجد کی صفائی کے لئے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا "مجھے بھی مسجد کی صفائی کا بہت خیال رہتا ہے۔ لوگ اپنے گھروں کو تو سجا کر رکھتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے گھر کی طرف دھیان بہت کم کرتے ہیں۔ ایک دن خاکسار آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا اور دعا کی درخواست کی تو فرمایا۔ میں بھی دعا کرتا ہوں لیکن حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو بھی ضرور خط لکھو کیونکہ خلیفۂ وقت کا مقام بہت بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیت دعا کے مقام پر کھڑا کیا ہے اور وہ ضرور آپ کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ اسلئے حضور کو ضرور خط لکھنا چاہیئے چنانچہ خاکسار نے آپ کی اس نصیحت پر عمل کیا اور ہر ہفتہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو دعائیہ خط لکھ رہا ہوں۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام قرب سے نوازے اور آپ کے درجات بلند کرے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(محمد انور حق از گنج مغلپورہ)

ہمارا معاشرہ ——— دو واقعات

ایک پیر جی نے روح کی بلندی کا ایک نیا تجربہ اس مہینے کیا۔ بستی کے بعض دانا‌ؤں نے ان کا نام "پیر زمین دوز" رکھ دیا ہے جو "پیر پگاڑو" وغیرہ سے بالکل مختلف قسم کی چیز ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ رمضان المبارک کی یکم سے پہلے ایک بس سٹاپ کے پاس عین گزرگاہِ عام کے کنارے ایک پیر صاحب اور ان کے دو چیلوں نے ایک قطعہ اراضی کو ہموار کر کے ایک سرنگ کھودی اور اندر ایک بڑا کمرہ تراش کر حجرہ بنایا۔ اوپر سے دودھ وغیرہ پہنچانے کے لئے پائپ لگائے، بجلی کے کھمبے سے تار جوڑ کر بجلی کا سلسلہ اندر پہنچایا۔ اندر بجلی کے بلب اور پنکھا فٹ کر دیا۔ ان تمام انتظامات کو اوپر سے بانس کی ٹٹیوں کی دیواریں اور چھپر لگا کر بیرونی دست برد سے محفوظ کیا۔

رمضان المبارک کا چاند دیکھنے سے پہلے یہ خبر مشہور ہوئی کہ پیر صاحب چاند دیکھتے ہی اندر تشریف لے جائیں گے۔ اور پورے رمضان بھر حجرے میں معتکف رہیں گے۔ اوپر ایک بورڈ پر چیلوں کی طرف سے گویا مشتاقانِ زیارت کے نام سے ایک اپیل درج تھی جس کا عام فہم مطلب یہی تھا کہ لوگ شاہ صاحب کو پائپ کے ذریعہ دودھ پہنچاتے رہیں چنانچہ عقیدت مندوں کا تانتا بندھ گیا۔ اوپر سے پائپ کے ذریعہ دودھ ڈالا جاتا اندر سے تلاوت قرآن کی آواز سنائی دیتی پیر صاحب کا ارشاد تھا کہ اللہ کا فرشتہ آنے تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پیر زمین دوز کی اس روحانی بلندی سے جلنے والے رقیبوں میں اس عرصے میں بڑی بے چینی رہی۔ پولیس نے بڑی رواداری سے کام لیا اور "مذہبی معاملے میں مداخلت" سے احتراز کیا۔ لیکن ایک خوشگوار صبح کو غائب کسی نے انہیں اطلاع دی ہوگی کہ وہاں تو اندر سے تلاوت کی آواز اب نہیں آتی ہے۔ لوگ سمجھے شاید اللہ کا فرشتہ آگیا۔ پولیس آئی۔ اوپر سے کچھ سن گن لینے کی کوشش کی۔ پھر ... تمام تفصیلات کا تو علم نہیں۔ لیکن نتیجہ یہی رہا کہ پیر زمین دوز حالت بیہوشی میں اندر سے باہر نکالے گئے۔ اندر سے ان کے ساتھ گفتنی اور ناگفتنی بہت سی پراسرار اشیاء برآمد ہوئیں جن پر تحقیق ابھی ہو رہی ہے جتنے منہ اتنی باتیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس ایک واقعے سے اندازہ کیجئے کہ ہمارا معاشرہ اندر سے کیسا بنتا جا رہا ہے۔ ہنڈی لازم کاشتکار نوخیز طبقہ بھی "مذہبی اوہام" سے پاک نہیں رہ سکتا۔ تضاد قول و عمل تو خیر گھٹی میں پڑا ہے اس کا ایک دلچسپ نمونہ ۱۳ رمضان کی صبح کو پیش آیا میرپور سیکٹر نمبر ۱۰ کی سڑکوں پر جوانوں کا ایک قافلہ ۳ بجے سے اشعار کرتا ہوا گشت کر رہا تھا۔ آخری سائرن بھی بجا۔ اذانیں بھی پکاری گئیں۔ فجر کی نماز بھی ختم ہو گئی۔ لیکن کانوں میں مسلسل آواز آتی رہی "سر کو جھکا نماز میں، سر کو جھکا نماز میں" پو پھٹنے کے قریب تھی کہ ایک شخص سر جھکائے ہوئے آگے بڑھا۔ ان نوجوانوں کے قافلے میں داخل ہوا اور انہیں خاموش ہونے کا اشارہ کر کے یوں مخاطب کیا۔ "نوجوان بھائیو! تمہارا یہ جذبہ ایمان واقعی بہت قابل تعریف ہے کہ اتنی بڑی عبادت کی تلقین کر رہے ہو لیکن کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ تم خود بھی نماز میں اپنا سر جھکاتے۔ بوڑھوں کے سر تو بڑھاپے کی وجہ سے یوں ہی جھک جاتے ہیں۔ جوان جب سر جھکائیں گے تو یہ جھکنا کچھ اور ہی ہوگا۔ پھر وہ سر اور کسی کے آگے نہ جھک سکے گا۔ ...... وغیرہ وغیرہ"

اس تقریر کا اثر اچھا ہوا۔ نوجوانوں نے ندامت کا اظہار کیا اور اعتراف کیا کہ انہیں سب سے پہلے خود عمل کرنا چاہیئے۔ واقعہ دلچسپ بھی تھا اور سبق آموز بھی۔ سبق آموز جوانوں کے لئے نہیں، بوڑھوں کے لئے! بوڑھے اگر "گمراہ" اور "بے عمل" نوجوانوں سے صحیح طور پر رابطہ قائم کریں۔ تو اس قوم کی زندگی میں ایک عظیم انقلاب آسکتا ہے

(ایشیاء لاہور ۱۵ دسمبر ۱۹۶۸ء)

ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق مینیجر الفضل سے خط و کتابت کیا کریں

مرغی خانہ کھولنے والے حضرات

اعلیٰ نسل کے چوزے حاصل کریں

خلیل پولٹری فارم ربوہ سے ایک روزہ چوزے اور بٹھلانے والے انڈے آرڈر پر مل سکتے ہیں۔ ہمارے ہاں کے چوزے انڈے دینے میں بے مثال صحت مند و توانا ہوتے ہیں ہر لحاظ سے بہتر اور گارنٹی شدہ ہیں۔ ان کی سالانہ اوسط ۲۵۰ انڈے سے زائد ہے۔

ریٹ ایک روزہ چوزہ ۱۵۰ روپے سینکڑہ (۳ فی صد زائد) ایک ہزار سے زائد آرڈر پر ۱۲۵ روپے سینکڑہ (۳ فی صد زائد) بٹھانے والے انڈے -/۶ روپے درجن

ایک روزہ چوزے حاصل کرنے کے لئے آرڈر جلد رجسٹر کروا لیں۔ اور مشورہ مفت حاصل کریں۔ مینیجر خلیل پولٹری فارم نزد تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

روزنامہ الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

حیوانات کی مہلک بیماری

اپھارہ

"اکسیر اپھارہ" کے صرف ایک پیکٹ سے منٹوں میں علاج

قیمت فی پیکٹ -/۱ ایک درجن پر ۳۳ ٪ کمیشن دو درجن پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی۔

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

ضروری اطلاع

ہم بڑی مسرت کے ساتھ بھائیوں اور بہنوں کو مژدہ دیتے ہیں کہ ہمیں ۲۰ سال سے پرانی خونی امراض بواسیر تھی ہم نے خاندانی اور سند یافتہ پاکستان

حکیم حاکم علی قائم علی ماہر بواسیر کھڈیاں خاص

تحصیل قصور ضلع لاہور سے علاج کرا کر شفا پائی۔ اگر آپ کو یا آپ کے کسی عزیز کو بواسیر کی مرض ہو تو بلا خوف کے صرف چار گھنٹے میں مکمل اور بغیر تکلیف کے موکے نکلوا کر فائدہ اٹھائیں۔

نوٹ: زنانہ بواسیر اور پوشیدہ امراض کے لئے تجربہ کار عورت کا انتظام ہے۔ دستخط عطاء اللہ خان بی اے کراچی ۱۸ ناظم آباد ۲-۱۰-۶/۱ فون نمبر ۶۲۰۳۶

لیڈر (بقیہ صفحہ ۳)

اس میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمت تھی۔ کیونکہ اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو شاید آپ اسرائیل کی گمشدہ اقوام کو خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں تامل کرتے مگر جب آپ صلیب سے زندہ سلامت اتر آئے اور آپ کو یہودیوں سے بچانا ضروری تھا تو آپ کو یہ موقع مل گیا کہ آپ گمشدہ قبائل کا رُخ کریں۔ اور فلسطین سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جائیں چنانچہ اس جگہ آپ نے اپنے الفاظ کو عام طور پر یہی اشارہ کیا ہے کہ

تھوڑی دیر میں تم مجھے نہ دیکھو گے
اور تھوڑی دیر میں مجھے دیکھ لوگے

یعنی صلیب کے بعد تھوڑی دیر کے لئے تم مجھ کو صحیح و سلامت دیکھ لوگے "اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں"

ان آخری الفاظ سے واقعی شک پیدا ہوتا تھا۔ سو ان کی وضاحت اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ آپ دور دراز سفر پر چلے جائیں گے۔ اور پھر ان سے اس دنیا میں ملاقات نہ ہو سکے گی۔

چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"میں باپ میں سے نکلا اور دنیا میں آیا ہوں۔ پھر دنیا سے رخصت ہو کر باپ کے پاس جاتا ہوں"۔

(یوحنا ۲۸)

درخواستِ دعا

میرے والدین کچھ عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ نیز ان دنوں میری بیوی بھی بیمار ہو گئی ہے۔ جملہ احباب کرام و بزرگان سلسلہ سے ان کی شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(محمد صدیق میرپوری)

پاکستان کی ترقی کے لئے پوری قوم کا اخلاص قربانی اور یک جہتی کے بنیادی اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے

ربوہ میں محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج عالمی عدالت کی پریس کانفرنس

ربوہ — محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس نے ۲۸ دسمبر ۱۹۶۸ء کی شام کو جماعت احمدیہ کے ۷۷ ویں جلسہ سالانہ کے اختتام پر ربوہ کے مقامی اور باہر سے آئے ہوئے بعض اخبار نویسوں کے متعدد سوالات کا جواب دیتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ پاکستان کی ترقی کے لئے پوری قوم کا اخلاص قربانی اور یک جہتی کے اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا قومی معاملات میں ذاتیات کا سوال ہی پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔

پاکستان کے موجودہ آئین میں ترمیم کی ضرورت کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا دراصل ہم نئی زمانہ ایک آئینی تجربہ میں سے گزر رہے ہیں ایک آئین ہی نہیں ہر چیز کے اندر تجربہ کی روشنی میں کچھ نہ کچھ ADJUSTMENT کی ضرورت ہوتی ہے۔

جب آپ سے اسلامک سوشلزم پر روشنی ڈالنے کے لئے کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ آپ کی اسلامک سوشلزم سے کیا مراد ہے ہاں میں اسلام کے اقتصادی نظام کے بنیادی اصولوں سے واقف ہوں۔ اسلام کا اپنا ایک اقتصادی نظام ہے جو تمام دوسرے نظاموں سے افضل ہے اور اس پر عمل پیرا ہونے سے تمام اقتصادی مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔

اس سوال کے جواب میں کہ بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا پاکستان کے ساتھ ان ممالک کے تعلق پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں۔ اور اگر پڑتا ہے تو اس کی نوعیت کیا ہے، آپ نے فرمایا جماعت احمدیہ کی مساعی کے نتیجہ میں جن ممالک میں اسلام پھیل رہا ہے ان میں پاکستان کے متعلق بہت خوشگوار اثر کا پہنچنا ایک قدرتی امر ہے۔ جو لوگ جماعت احمدیہ کے پاکستانی مبلغین کے ذریعہ اسلام قبول کرتے ہیں ان کے دل میں پاکستان کے متعلق بھی ممنونیت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس طرح ایک قسم کا دلی لگاؤ از خود پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ وہ اسلام قبول کرنے کے بعد بڑی حد تک پاکستانی کلچر کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں مسجد لندن کے امام صاحب مغربی افریقہ کے بعض ممالک کے دورہ پر گئے تھے۔ انہوں نے لندن واپس آکر بتایا کہ ان ممالک کے ۹۰ فی صد نومسلم احمدی پاکستانی ٹوپی پہننے کو ترجیح دیتے ہیں۔ انہوں نے وہاں خاصی تعداد میں افریقی نومسلم احمدیوں کو پاکستانی ٹوپیاں پہنے دیکھا اس احساس کے ماتحت کہ انہیں روحانی فیض پاکستانی مبلغین کے ذریعہ ملا ہے۔ اور یہ کہ ان کا روحانی مرکز پاکستان میں ہے۔ ان کے اندر پاکستان کے ساتھ ایک روحانی تعلق اور لگاؤ پیدا ہوتا ہے۔

جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ احمدی مبلغین اپنے طور پر کس حد تک سفارتی فرائض انجام دیتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اگرچہ احمدی مبلغین سیاست میں حصہ نہیں لیتے اور نہ یہ ان کا منصب ہے البتہ وطن کی محبت اور جذبۂ خدمت کے پیش نظر وہ تبلیغی فرائض کے ساتھ ساتھ جس حد تک ممکن ہو سفارتی ضرورتوں کو بھی پورا کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں اپنے ملک کی جو خدمت بھی بن پڑے اس سے دریغ نہیں کرتے

✣

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ولادت باسعادت

بقیہ صفحہ اول

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چوتھی نسل کا آغاز ہوا ہے۔

ادارۂ الفضل ولادت باسعادت کی اس نہایت بابرکت و پُر مسرت تقریب پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضور کی حرم محترم حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ مدظلہا نیز حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا محترم جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب اور آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ سیدہ طیبہ بیگم صاحبہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ دیگر افراد کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتا ہے اور احباب جماعت کو دعا کی تحریک کرتے ہوئے خود بھی دست بدعا ہے کہ خدائے رحیم و کریم نومولود کو اپنی حفاظت میں پروان چڑھائے، صحت و عافیت اور یمن و سعادت کے ساتھ عمر دراز عطا کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم روحانی ورثہ سے حصہ وافر عطا کرے اور دینی و دنیوی نعمتوں سے مالا مال فرما کر اسے والدین، خاندان اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین اللھم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

طلباء جامعہ احمدیہ کیلئے اطلاع

طلباء جامعہ احمدیہ مطلع رہیں کہ امتحان الاعدادی کا جو ایک پرچہ جلسہ کے کام کی وجہ سے رہ گیا تھا وہ انشاء اللہ العزیز ۱۶ جنوری بروز جمعرات ہوگا۔ تمام طلباء شامل ہوں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ)

انعامی مقابلہ ۱۳۴۷ ہجری شمسی / ۱۹۶۸ء کے مقالہ نویسندگان توجہ فرمائیں

جن دوستوں نے گزشتہ سال ۱۹۶۸ء کے انعامی مقابلہ کے لئے مقالے بھجوانے کا وعدہ کیا تھا۔ ان میں سے جن دوستوں نے ابھی تک اپنے مقالے نہیں بھجوائے وہ براہ مہربانی فوری توجہ فرمادیں۔ اور جلد از جلد اپنے مقالے دفتر فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ میں بھجوادیں۔ تاکہ جائزہ کا کام شروع کیا جا سکے۔

(سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن)

بیرونی ممالک میں احمدیہ ڈسپنسریوں کے لئے ڈاکٹروں کی ضرورت

بیرونی ممالک میں مزید احمدیہ ڈسپنسریاں کھولنے کے لئے احمدی ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے ڈاکٹر صاحبان کے لئے یہ بہت عمدہ موقع ہے۔ ایسے دوست جو اس دینی و قومی خدمت کے لئے تیار ہوں۔ فوری طور پر اپنے اسمائے گرامی و کوائف سے مطلع فرمائیں۔ (وکالت تبشیر ربوہ)

درخواست دُعا

۱۔ محترم چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ناظم مال وقف جدید کئی روز سے شدید قسم کے انفلوئنزا سے بیمار ہیں جس کی وجہ سے انہیں سخت تکلیف ہے۔ احباب دُعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین (صوفی خدا بخش عبد زیروی نائب ناظم مال وقف جدید ربوہ)

۲۔ خاکسار کی والدہ محترمہ لجا رحمۃ کھانسی زکام ایک ماہ سے علیل ہیں اور ناک بند ہونے کی تکلیف بہت زیادہ ہے جملہ احباب کرام بزرگان سلسلہ اور قارئین کرام سے والدہ صاحبہ کی کامل شفا درازی عمر اور انجام بخیر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (نعیم احمد عابد ۲۱/۱۸ دارالرحمت وسطی ربوہ ضلع جھنگ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲ ۵۲۵